نمبر ۱۱۸ | مورخہ ۱۵ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۳۵ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۹ ۔ مارچ بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے ۔ کہ حضورؑ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے ؛

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی علیل ہیں ۔ احباب دعائے صحت کریں ؛

نظارت بیت المال کی طرف سے چودھری فیض احمد صاحب انسپکٹر کو اپنے حلقہ ضلع ملتان منٹگمری ۔ اور ڈیرہ غازیخان میں دورہ کے لئے بھیجا گیا ہے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالےٰ کے احکام کی بجا آوری کے لئے اپنی گردنیں جھکا دو

(فرمودہ ۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

"اسلام کے معنی ہیں خدا کے آگے گردن رکھدینا ۔ جس طرح ایک بکرا ذبح کرنے کی خاطر مُونہہ کے بل لٹایا جاتا ہے ۔ اسی طرح تم بھی خدا کے احکام کی بجا آوری میں بے چون وچرا گردن رکھدو ۔ جب تک کامل طور پر تم اپنے ارادوں سے خالی اور نفسانی ہوا وہوس سے پاک نہ ہو جاؤ گے ۔ تب تک تمہارا اسلام اسلام نہیں ہے ۔ بہت ہیں کہ ہماری ان باتوں کو قصہ کہانی جانتے ہوں گے ۔ اور ٹھٹھے اور ہنسی سے انکار کرتے ہونگے ۔ مگر یاد رکھو ۔ کہ یہ اب آخری دن ہیں خدا تعالےٰ فیصلہ کرنا چاہتا ہے ۔ لوگ بے حیائی ۔ حیلہ بازی ۔ اور نفس پرستی میں حد سے زیادہ گزرے جاتے ہیں ۔ خدا کی عظمت وجلال اور توحید کا اُن کے دلوں میں ذرا بھی خیال نہیں ۔ گویا ناستک مت ہو گئے ہیں ۔ کوئی کام بھی ان کا خدا کے لئے نہیں ہے ۔ پس ایسے وقت میں اُس نے اپنے ایک خاص بندہ کو بھیجا ہے تا اس کے ذریعہ سے دُنیا میں ہدایت کا نُور پھیلائے ۔ اور گمشدہ ایمان اور توحید کو از سر نو دُنیا میں قائم کرے ۔ مگر جب دُنیا نے اسکی پروا نہ کی ۔ اور اُٹھا دکھ دیا ۔ اور اسکی تکذیب کے لئے کمربستہ ہو گئے ۔ تو خدا نے ان کو قہر کی آگ سے ہلاک کرنا شروع کیا ۔ کئی طرح کے عذابوں سے اس نے دُنیا کو جگایا ہے ۔ کہیں قحط ہوئے اور کہیں زلزلے آئے ۔ آتش فشانیاں ہوئیں ۔ ہزار در ہزار لوگ تباہ ہوئے ۔ انہی میں سے ایک طاعون بھی ہے ۔ یہ دُور نہ ہو گی اور نہ جائیگی ۔ جب تک یہ دُنیا کو سیدھا نہ کرلے لوگ تسلی پاجاتے ہیں کہ بس اب گئی ۔ اب نہیں آئیگی ۔ مگر وہ دھوکا کھاتے ہیں ۔ ان نادانوں کا تو کام ہی خدا سے جنگ کرنا ہو گیا ہے مگر کہاں تک ۔ وہ دُنیا کو بتانا چاہتا ہے ۔ کہ میں ضرور موجود ہوں ۔ اور ان کی بے باکیوں اور شرارتوں کو دُور کرنا چاہتا ہوں ۔ مگر آہستہ آہستہ اس کے تمام کام بتدریج ہوا کرتے ہیں ۔" (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

مسجد احمدیہ لنڈن میں عید ضحیٰ کی تقریب شاندار طور پر منائی گئی

لارڈ لوتھین کی صدارت میں سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کی تقریر اسلام پر

۲۰ سفرا - تین لارڈ - ۸ ممبران پارلیمنٹ ۴ نائٹ وغیرہ کی شرکت

لنڈن - ۱۸ مارچ - سیکرٹری صاحب مسجد احمدیہ لنڈن نے حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کیا ہے:

کل مسلمانوں نے مسجد احمدیہ میں عید الاضحیٰ کی تقریب ادا کی - صبح کے وقت نماز ادا کی گئی - سر فرانسس ینگ ہسبنڈ نے پچھلے پہر اسلام کے موضوع پر تقریر کی لارڈ لوتھین صدر تھے - دو صد سے زائد مہمان شریک ہوئے - جن میں سے بیس مختلف ممالک کے قونصل اور سفراء تھے - تین لارڈ - آٹھ ممبران پارلیمنٹ - چار نائٹ - بارہ مختلف سوسائٹیوں کے سیکرٹری - اور چھ روڈیرین تھے - دو ریزولیوشنز پاس کئے گئے - جن میں ایک ہز میجسٹی ملک معظم کو ۲۵ سالہ دور حکومت پورا کرنے پر مبارکباد کے متعلق تھا - اور دوسرا سلطان ابن سعود شاہ حجاز کو قاتلانہ حملہ سے بال بال بچ جانے پر مبارکباد کا - ناشتہ کا بھی انتظام تھا:

جاوا میں اشاعت احمدیت

حال میں جماعت ہائے احمدیہ جاوا کی تبلیغی جدوجہد کے متعلق جو رپورٹ موصول ہوئی ہے - اس کا خلاصہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے -

منتظم اعلیٰ جماعت ہائے احمدیہ جاوا لکھتے ہیں - فروری ۱۹۳۵ء سے ہم نے ایک کوٹھی کرایہ پر لی ہے - جس میں چار سو کے قریب آدمی آ سکتے ہیں - اس کا کرایہ ماہوار ۷ گولڈن یعنی ۱۲/ ۱۲ روپیہ ہے - اس میں جناب مولوی رحمت علی صاحب - جناب محی الدین صاحب - جناب مراطی صاحب سیکرٹری اور جناب شغف صاحب اخبار نیر اسلام کے مینیجر رہتے ہیں - اس کوٹھی کے لینے پر لوگوں کی توجہ ہماری طرف بہت بڑھ گئی

مخالفت بہت زور پر ہے - جہاں جہاں جماعت قائم ہوئی ہے - وہاں مخالفت ہو رہی ہے، اور خصوصاً علماء تو سمجھتے ہیں - کہ احمدیت کی مخالفت کرنا ہی اسلام کی تعلیم ہے - عیسائیت بے شک پھیل جائے - دہریت بے شک تمام ملک کو تباہ کر دے - کوئی پرواہ نہیں - مگر احمدیت نہ پھیلے - مولوی لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں - سخت سے سخت گالیاں دیتے ہیں مگر ہم ان کی گالیوں کا شرافت اور متانت سے جواب دیتے ہیں - عوام پر تو زیادہ اثر نہیں - مگر عقلمند لوگوں پر ہمارے اخلاق کا بہت اچھا اثر ہے - اور عموماً شرفا ہماری تائید میں ہیں - علماء عوام میں یہ فتنہ پھیلاتے ہیں - کہ احمدی جماعت گورنمنٹ برطانیہ کی جاسوس ہے - اور ہزاروں روپیہ ماہوار اس سے لیتی ہے - سمجھدار طبقہ اس فتنہ کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں - اور جانتے ہیں کہ یہ محض شرارت ہے - اور لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کی جاتی ہے -

جاوا میں جماعت احمدیہ کی تعداد کے متعلق ابھی تک ہم نے کوئی مستقل رجسٹر نہیں بنایا - اندازہ یہ ہے - کہ خدا کے فضل سے تعداد کئی ہزار تک پہونچ چکی ہے:

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۸ مارچ ۱۹۳۵ء کو حضرت امیر المؤمنین کی بیعت کرنیوالوں کے نام

بیعت بذریعہ خطوط

۱ فضل الٰہی صاحب - ضلع جہلم
۲ رب نواز صاحب - میانوالی
۳ حشمت بی بی صاحبہ - کنگ
۴ حمید الدین صاحب - کیمبل پور
۵ رحمت اللہ صاحب - کیمبل پور
۶ اسماعیل صاحب - ضلع گورداسپور

خود حاضر ہو کر بیعت کی

۷ عنائت بی بی صاحبہ - قادیان
۸ سرداراں صاحبہ - ″
۹ مہراں صاحبہ - ″

گونڈہ میں جماعت احمدیہ کی نماز عید

عید کے دن خدا کے فضل سے ۱۳ - احمدیوں کی جماعت نے خان بہادر شیخ محمد آصف زمان صاحب ڈپٹی کلکٹر کے بنگلہ میں بہ امامت بابو عبد الرزاق صاحب نماز عید ادا کی الحمد للہ اس سے قبل کبھی یہاں احمدیوں کی نماز عید باجماعت نہ ہوئی تھی:- ڈاکٹر مرزا امداد علی:

غلط فہمی کی بناء پر ایک احمدی کی شامت

اٹھوال ضلع گورداسپور میں ۸ فروری کو نیشنل لیگ کا ایک جلسہ ہوا جس میں کارکنوں کا انتخاب کیا گیا - اس کے متعلق پریذیڈنٹ کے نام سے حکام ضلع کو چونکہ غلط فہمی ہوئی ہے - اور انہوں نے حسین بخش صاحب نمبردار سے جواب طلب کیا ہے - کہ وہ اس جلسہ کے پریذیڈنٹ کیوں بنے - حالانکہ پریذیڈنٹ چودھری حسین بخش صاحب ولد بڈھا تھے جن کا انتخاب قریباً دو سو احمدیوں کے مجمع میں ہوا - اور میاں محمد بخش صاحب پٹواری سابق نے بھی اپنی ڈائری میں یہی لکھا تھا - ہمیں تعجب ہے - کہ حسین بخش صاحب نمبردار کو بلاوجہ کیوں تکلیف دی جا رہی ہے - (نامہ نگار)

مبارک باد

احباب یہ سنکر خوش ہونگے کہ بھائی غلام محمد صاحب اختر سٹاف وارڈن لاہور جو ایک مخلص نوجوان ہیں حضرت امیر المؤمنین اور احباب کی دعاؤں سے اپنے عہدہ پر مستقل ہو گئے ہیں خدا تعالیٰ یہ ترقی انکے لئے مبارک کرے:

دو مخلص نوجوانوں کی ضرورت

نظارت دعوۃ و تبلیغ کو دو ایسے مخلص نوجوانوں کی ضرورت ہے - جو مضمون نویسی سے دلچسپی رکھتے ہوں انگریزی سے اردو میں ترجمہ کر سکتے ہوں - مذہبی مضامین لکھ سکتے ہوں - درخواستیں بہت جلد نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھیجی جائیں -

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۵ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

جماعت کے احباب اپنے بچوں کو قادیان میں تعلیم دلائیں

(از جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت - قادیان)

اپریل ۳۵ء کے ابتداء میں نیا تعلیمی سال شروع ہو جائے گا۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اپنے بچوں کو قادیان میں تعلیم کے لئے بھیجیں۔ بے شک اپنے وطن سے باہر بھیجتے ہوئے والدین کو ایک حد تک تکلیف ہوتی ہے۔ اور کسی قدر خرچ میں بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جو عظیم الشان فوائد دینی اور ملی لحاظ سے قادیان کی تعلیم سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ ہرگز کسی دوسری جگہ میسر نہیں آ سکتے۔ قادیان کی رہائش خدا کے فضل سے بچوں کے دلوں میں ایک ایسا روحانی بیج بو دیتی ہے۔ جو کسی نہ کسی وقت ضرور ایک عمدہ درخت بن کر اعلےٰ درجہ کا پھل لاتا ہے۔ اور قادیان میں تعلیم پانے والے بچوں کے دل میں سلسلہ اور مرکز سلسلہ اور خلافت کے ساتھ ایک سچی اور دائمی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو آئندہ زندگی میں ان کے لئے ایک بہت بڑے سہارے کا کام دیتی ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بنیاد ڈالی۔ تو قادیان کی تعلیم کے فوائد بوضاحت بیان کر کے جماعت میں پُر زور تحریک فرمائی تھی۔ کہ دوست اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھجوائیں۔

آپ کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ بھی ہمیشہ یہ تحریک فرماتے رہے۔ اور اب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تو بارہا نہایت زور دار الفاظ میں یہ تحریک کی ہے۔ اور حال ہی میں تحریک جدید کے سلسلہ میں آپ نے بچوں کو قادیان میں تعلیم دلانے پر خاص زور دیا ہے۔ اور اسے اپنی سکیم کا ایک ضروری جزو قرار دیا ہے۔ پس میں احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ نئے تعلیمی سال کے شروع ہونے پر وہ اپنے بچوں کو قادیان بھجوا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء کو پورا کر کے ثواب حاصل کریں۔ اور بچوں کی زندگی کو ایسے سانچے میں ڈھالنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ جو روحانی۔ دینی اور قومی رنگ میں بہترین ثمرات پیدا کرنے کا باعث ہے۔ قادیان میں خدا کے فضل سے بچوں کا ہر طرح خیال رکھا جاتا ہے۔ کسی قسم کی شکایت پیدا ہونے پر جلد تر ازالہ کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور تعلیمی لحاظ سے بھی خدا کے فضل سے عمدہ اور تسلی بخش انتظام ہے۔ جسے اور بھی بہتر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے:

اس وقت قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ اور مدرسہ احمدیہ۔ اور نصرت گرلز ہائی سکول تین مدارس جاری ہیں۔ اور یہ تینوں جماعت کی پوری توجہ کے حقدار ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں انٹرنس تک کی مروجہ تعلیم کے علاوہ دینیات کی تعلیم کا بھی باقاعدہ انتظام ہے۔ نیز تعلیمی۔ جسمانی۔ اخلاقی۔ اور دینی لحاظ سے بچوں کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اور نتائج بھی خدا کے فضل سے عموماً اچھے رہتے ہیں۔ غرض یہ سکول ہر رنگ میں ہم خرما و ہم ثواب کا حکم رکھتا ہے۔

مدرسہ احمدیہ میں پرائمری پاس طلبہ لئے جاتے ہیں۔ جنہیں عربی اور دینیات کے علاوہ مروجہ تعلیم کا ضروری حصہ بھی پڑھایا جاتا ہے۔ مڈل پاس۔ اور انٹرنس پاس طلبہ بھی بعد ٹسٹ اوپر کی جماعتوں میں داخل کئے جاتے ہیں۔ اور انٹرنس پاس سب سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی بہت سے انٹرنس پاس طلبہ اس مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں۔ اور یہی وہ مدرسہ ہے۔ جس میں سلسلہ کے مبلغ تیار ہوتے ہیں۔

نصرت گرلز ہائی سکول میں لڑکیوں کو انٹرنس تک تعلیم دلائی جاتی ہے۔ جس کے ساتھ اب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت دینی تعلیم کو زیادہ بہتر کر کے دینیات کا نہایت عمدہ نصاب زیادہ کر دیا گیا ہے۔

ہر سہ مدارس کے پراسپکٹس طبع شدہ ہیں۔ اور ان درسگاہوں کے ہیڈ ماسٹروں سے مل سکتے ہیں۔ جن سے ساری تفصیل کا علم ہو سکتا ہے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ اور مدرسہ احمدیہ کے ساتھ باقاعدہ بورڈنگ ہاؤس بھی شامل ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو اپریل ۳۵ء کے دوسرے ہفتہ میں داخلہ کے لئے بھجوا دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو:

سرحدی ڈاکٹر خان کا انداز گفتگو

مجالس آئین ساز میں جو لوگ پبلک کے نمائندے بن کر جاتے ہیں۔ ان کا فرض تو یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنے حلقہ کے ہر فرد کے سود و بہبود۔ اور عزت و آبرو کی حفاظت کریں۔ لیکن بدقسمتی سے ان میں ایسے لوگ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ جو خاص امراعات کی پناہ لے کر شرفاء کے خلاف دیرینہ بغض و عناد نکالنے کی کوشش کرتے ہیں:

اس قسم کی افسوسناک مثال حال میں ڈاکٹر خان نے اس وقت پیش کی۔ جبکہ انہوں نے اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "حکومت سرحد کا پبلسٹی آفیسر ایک ایسا شخص ہے جس کا باپ ایک گرجے میں پانچ روپے ماہوار پر چپڑاسی تھا۔" علاوہ ازیں افسر موصوف کی دیانت اور امانت پر بھی ناروا حملے کئے۔ بے شک اس وقت اسمبلی کی چار دیواری ڈاکٹر خان کی حفاظت کر رہی تھی۔ اور اس طرز کلام کے نتیجہ میں ان سے قانونی مواخذہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کیا شرافت اور انسانیت کے لحاظ سے بھی ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی۔ اور کیا کوئی شریف انسان اسے شریفانہ انداز گفتگو کہہ سکتا ہے:

اس سے تو ڈاکٹر خان کی اخلاقی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ جو کچھ انہوں نے تہذیب و متانت کو بالائے طاق رکھ کر کہا ہے۔ اس میں کہاں تک صداقت ہے۔ اس کی قلعی پبلسٹی آفیسر نے اپنے اعلان میں یہ کہہ کر کھول دی ہے۔ کہ

"ان کے شریفانہ حملے کی وجہ زیادہ تر یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ میں نے ۱۹۳۰ء میں ان کے بھائی کو قید کی سزا دی تھی۔ بہر حال ان کی نیت خواہ کچھ بھی ہو میں انہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ اپنے الزامات کو کسی ایسے مقام پر پھر دہرائیں۔ جہاں انہیں کسی قسم کی آئینی حمایت حاصل نہ ہو":

اس کے علاوہ چونکہ واقعات کے رو سے بھی ڈاکٹر خان کے الزامات کو غلط ثابت کر دیا گیا ہے۔ اس لئے پبلک پر خوب اچھی طرح واضح ہو چکا ہے۔ کہ انہوں نے اسمبلی میں پبلسٹی آفیسر کے خلاف جو کچھ کہا۔ محض جذبۂ انتقام سے مجبور ہو کر کہا۔ حق و صداقت کا خون کرتے ہوئے کہا۔ اور یہ سمجھ کر کہا۔ کہ وہ اسمبلی کے ہال میں قانون کی زد سے پناہ میں ہیں۔ اس سے ان کی بلندیٔ اخلاق کے علاوہ دیانت داری کے متعلق بھی صحیح نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے:

"زمیندار" کی ضمانت اور پریس کی ضبطی کے متعلق ہائیکورٹ پنجاب کا فیصلہ

پچھلے دنوں جب حکومت پنجاب نے "زمیندار" کے خر انگیز اور منافرت خیز مضامین کی بناء پر اس سے تین ہزار کی ضمانت طلب کی۔ اور پھر اس کے شرارت جاری رکھنے پر اس کا بوسیدہ سا پریس ضبط کر لیا گیا تو بعض سرکاری حکام نے حکومت کی اس کارروائی کو بے اثر بنانے کیلئے پوری کوشش کی حتیٰ کہ بعض نے دل کھول کر مالی امداد بھی کی جس کا ذکر مولوی ظفر علی نے خود بایں الفاظ کیا۔ کہ "حکومت کے بہت سے متوسلین کے عطیے اس سرمایہ ضمانت میں شامل ہیں۔ اور اگرچہ انکے نام کے عدم اندراج کی مصلحت ظاہر ہے۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ان کا دل کس طرف ہے"۔

اسی دوران میں ایک قانونی سقم کی وجہ سے حکومت نے پہلی ضمانت واپس کر کے جب دوسری دفعہ طلب کی۔ تو "زمیندار" نے سمجھا۔ کہ اس الٹ پھیر میں دراصل انہی حکومت کے متوسلین کا ہاتھ کام کر رہا ہے جنکے دل اس کی طرف ہیں۔ اور جنکی طرف سے اسے مالی امداد پہنچ رہی ہے۔ اسی بات کو ذہن میں رکھکر مولوی ظفر علی نے لکھا۔

"مجھے حکومت کے اس تازہ حکم پر غصہ مطلق نہیں آیا۔ بلکہ مجھے الٹا اس پر رحم آتا ہے کہ وہ بیچاری کس مصیبت میں مبتلا ہو گئی ہے۔ کہ جو حکم وہ جاری کرتی ہے۔ وہ قانوناً غلط ہوتا ہے۔ مذہباً غلط ہوتا ہے مصلحتاً غلط ہوتا ہے۔ غرض ہر طرح سے غلط ہوتا ہے۔ لیکن خدا نے چاہا۔ تو ایک دن اور وہ دن قریب آ رہا ہے۔ اسے اپنی غلطی کا علانیہ اعتراف کرنا پڑیگا" اور پھر ضمانت کی واپسی کا حکم درج کرتے ہوئے لکھا۔ "امید ہے۔ کہ حکومت کو اسی طرح اپنی دوسری غلطیوں کا اعتراف کرنا پڑیگا" (زمیندار ۱۲ دسمبر) ۴۴

۴۴ یہ سب کچھ انہی متوسلین حکومت کے اشارہ سے لکھا گیا۔ جو بڑے بڑے مشاہرے تو حکومت سے پا رہے ہیں۔ لیکن "زمیندار" کے معاملہ میں حکومت کو شکست دینے کیلئے جوڑ توڑ میں لگے ہوئے تھے۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ مولوی ظفر علی اس بیباکی کے ساتھ حکومت کے متعلق یہ لکھتا کہ اسے اپنی دوسری غلطیوں یعنی ضمانت طلبی اور پریس کی ضبطی کا بھی علانیہ اعتراف کرنا پڑے گا۔

آخر "زمیندار" نے انہی حکام کی شہہ پر حکومت کو شکست دینے کیلئے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ جس کا حال ہی میں فیصلہ ہوا ہے۔ فاضل ججوں نے حکومت کی کارروائی کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے اپیل خارج کر دی۔ اور خرچہ "زمیندار" پر ڈالا۔ اب حکومت کے ان متوسلین کو جن کے دل "زمیندار" کی طرف ہیں۔ اس بات پر "زمیندار" والوں کے ساتھ ملکر ماتم کرنا چاہئے۔ کہ عدالت عالیہ نے گورنمنٹ کی کارروائی کو حق بجانب قرار دے دیا ہے۔

دراصل اسی قسم کے غدار اور غیر وفادار حکام ہیں۔ جو حکومت کے لئے مشکلات اور کمزوری کا باعث بن رہے ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ ان کی اصلاح کی جائے۔

"زمیندار" کی اپیل کے متعلق ہائیکورٹ کے فیصلہ کا ذکر کرتا ہوا سول لکھتا ہے:۔ "زمیندار نے ۱۵ ستمبر کے پرچہ میں "پھر وہی پلول کا گدھا" کے عنوان سے ایک مضمون درج کیا تھا۔ جسے حکومت نے اس بناء پر قابل اعتراض قرار دیا۔ کہ اس سے مسلمانوں کے دو فرقوں یعنی احمدیوں اور غیر احمدیوں میں منافرت پیدا ہوتی ہے۔ اور ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو زمیندار اور اسکے پریس کو ۲۹ اکتوبر تک ضمانتیں داخل کرنیکا حکم دیا گیا۔ مگر ضمانتیں تاریخ مقررہ پر داخل نہ کی گئیں۔ اس اثناء میں ۲۰ اکتوبر کے پرچہ میں زمیندار نے حکومت کے آرڈر کا ترجمہ شائع کیا۔ اور ساتھ ہی قابل اعتراض مضمون کو بھی دوبارہ شائع کر دیا۔ ۲۱ اکتوبر کے پرچہ میں زمیندار نے عبدالقیوم کی تعریف میں ایک نظم شائع کی۔ ان اشاعتوں کے بعد، ۷ نومبر کو حکومت نے منصور پرنٹنگ پریس کی ضبطی کے احکام صادر کئے۔

اس آرڈر کے بیجا ہونیکا ذکر کرتے ہوئے مستغیث کے وکیل نے کہا۔ کہ ابتدائی آرٹیکل جسکی بنا پر اخبار اور پریس سے ضمانتیں طلب کی گئیں۔ ملک معظم کی رعایا کے دو طبقات میں منافرت پیدا کرنے کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اور ادخال ضمانت کا حکم بالکل غیر منصفانہ ہے۔ اس لئے دیگر احکام جنکی بناء یہی حکم ہے۔ بے بنیاد ہیں۔

بنچ جس کے سامنے یہ درخواست پیش ہوئی چیف جسٹس۔ مسٹر جسٹس ایڈلین اور مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ پر مشتمل تھا۔ فاضل ججان نے فیصلہ کیا۔ کہ آرٹیکل "پلول کا گدھا" انڈین پریس ایمرجنسی ایکٹ کی خلاف ورزی کرنیوالا ہے۔ اور اسکی بناء پر ادخال ضمانت کا حکم بالکل جائز ہے۔ مزید برآں عبدالقیوم کی تعریف میں جو نظم شائع کی گئی ہے۔ وہ قتل و خونریزی کی حوصلہ افزائی کرنیوالی ہے۔ لہذا پریس

بیعت کرنیوالوں کی فہرست کے خلاف "احسان" کی بیہودہ سرائی

نامہ نگار "احسان" کی جہالت

اخبار "احسان" (۱۵ مارچ) نے "محمد خاں کلرک آفیشل ریسیور شیخوپورہ" کا ایک مضمون "قادیانی چیتھڑے "الفضل" کی فریب کاریوں کا بھانڈا پھوٹ گیا" اور "بیعت کرنے والوں کی فہرست کی حقیقت" کے دوہرے عنوان سے شائع کیا ہے۔ حالانکہ اس میں صرف ۸ مارچ کے "الفضل" میں شائع ہونے والی فہرست مبایعین کے متعلق خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ اور وہ بھی عقل و سمجھ کو بالکل جواب دیکر۔ معلوم نہیں۔ مضمون نویس نے یہ کیونکر سمجھ لیا۔ کہ "عکے پر میرا نام چودھری محمد خان صاحب شائع کیا گیا ہے"۔ اور کس بناء پر اس نے لکھدیا۔ کہ "مرزائیوں نے میرا نام اس لئے شائع کر دیا ہے۔ کہ میں خدا کے فضل و کرم سے انجمن اہلسنت والجماعت شیخوپورہ کا جس نے مرزائیوں کا ایک مدت سے ناطقہ بند کر رکھا ہے ایک رکن ہوں"۔ جبکہ شائع ہونے والے نام کے ساتھ ضلع شیخوپورہ لکھا ہوا ہے۔ اور اس نے خود اس کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ "عکے لغایت سا کے محاذ میں ضلع شیخوپورہ لکھدیا گیا ہے"۔ کیا مضمون نگار نے یہ تحقیقات کر لی ہے۔ کہ تمام ضلع شیخوپورہ میں سوائے اس کے اور کسی کا نام محمد خاں نہیں۔ اور صرف اسی نے "چودھری محمد خان صاحب" کہلانے کا پٹا لکھا رکھا ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر وہ "الفضل" کے شائع کردہ نام کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنے کا کیا حق رکھتا ہے۔

عجیب بات ہے۔ کہ اسی فہرست میں ایک اور نام محمد خاں صاحب موجود ہے۔ اور اس کے ساتھ بھی ضلع شیخوپورہ ہی لکھا ہے۔ مگر باوجود اس کے "کلرک آفیشل ریسیور شیخوپورہ" سمجھتا ہے کہ سارے ضلع شیخوپورہ میں سوائے اس کے اور کسی کو چودھری محمد خان کہلانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اور "الفضل" کے خلاف اس بناء پر قانونی کارروائی کرنے کا نوٹس دے رہا ہے۔ کہ اس نے "میرا نام شائع کر کے بلا شبہ میری سخت توہین کی ہے"۔

ہمارے نزدیک قانونی کارروائی کی دھمکی تو پرِ پشہ جتنی بھی وقعت نہیں رکھتی۔ ہاں ہم شائع کردہ ناموں کے مفصل پتے بتانے کے لئے بخوشی تیار ہیں۔ اور نہ صرف پتے ہی بلکہ ان اصحاب کو پیش کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ جنکے نام لکھے گئے ہیں۔ بشرطیکہ کلرک مذکور یہ لکھدے۔ کہ اس نے "الفضل" میں شائع شدہ نام کو اپنی طرف منسوب کرنے میں انتہا درجہ کی جہالت کا ارتکاب کیا ہے۔ اور آئندہ وہ اس قسم کی حرکت کا مرتکب نہ ہوگا۔

کلرک مذکور کو معلوم ہونا چاہئے۔ حق کا قبول کرنا انہی لوگوں کا حصہ ہے۔ جو اپنی فطرت میں رشد و سعادت کا مادہ رکھتے ہیں۔ وہ شخص جو احمدیت کی مخالفت میں اپنی فطری شکل بگاڑنے میں معروف ہو۔ اسے یاد رکھنا چاہئے۔ کہ حلوا خوردن را روئے باید۔

حدیث لاتفضلونی علی یونس اور غیر مبایعین

پیغام صلح مجریہ ۲۷ فروری ۱۹۳۵ء میں سید اختر حسین صاحب نے "حدیث لاتفضلونی پر حضرت مسیح موعود کا ارشاد گرامی اور قادیانی حضرات علمائے سو کے نقش قدم پر" کے عنوان کے ماتحت ایک مضمون تحریر کیا ہے جس کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام درج کیا ہے۔ جو زمانۂ حال کے علماء سو کی قلبی حالت کا آئینہ اور حدیث علماء ھم شر من تحت ادیم السماء کی دوسرے لفظوں میں تفسیر ہے۔ سید اختر حسین صاحب نے علمائے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو زبان طعن دراز کرنے کی ٹھانی تو جھٹ سیاق دیکھا نہ سباق اس کشف کا مصداق سلسلہ احمدیہ کے علمائے کرام کو قرار دے دیا۔ اسی قسم کی حرکت کے یہ صاحب اس سے قبل بھی مرتکب ہو چکے ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ شومئی قسمت سے میر مدثر شاہ صاحب نے کسی وقت جبکہ حضرت مسیح موعود کی اولادِ پاک کے متعلق ان کے جذبۂ حقد و عناد نے زور کیا۔ عجیب بدحواسی کے عالم میں لکھ دیا کہ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے بگڑ جانے کی ان عشیرتی سیرجعون مرۃ اخریٰ الی الفساد و یتزایدون فی الخبث والعناد کے الفاظ میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور یہ نہ دیکھا کہ سیاقِ کلام میں جس عشیرہ کا ذکر ہے۔ وہ احمد بیگ وغیرہ کے قرابتی ہیں۔ خود یہ الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ یہاں اس عشیرہ کا ذکر ہے۔ جو ایک دفعہ پہلے فساد کر چکا ہے۔ اور خباثت اور عناد کا ثبوت دے چکا ہے۔ مگر چونکہ بغض و حسد کا جذبہ زور پر تھا۔ اس لئے میر صاحب موصوف کے قلم سے دانستہ یا نادانستہ یہ الفاظ نکل گئے۔ اور آپ کو اس جذبہ کے اشتعال کے وقت وہ تمام پیشگوئیاں بھول گئیں۔ جو بشارت سے ملنے والی اولاد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تحریر فرما چکے ہیں۔ مثلاً حضور فرماتے ہیں:۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد — بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد — بڑھینگے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے یہ مجھ کو بارہا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پھر آئینہ کمالات اسلام میں صفحہ ۵۷۹ ایڈیشن دوم میں وہ بیان کردہ اصول بھی بھول گئے۔ جو حضور نے بشارت سے ملنے والی اولاد کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین کہ خدا تعالےٰ جب کسی ولی اور نبی کو اولاد کی بشارت دیتا ہے۔ تو وہ اسی صورت میں دیتا ہے۔ جبکہ اس کا صالح ہونا امر مقدر ہو۔ پس جب یہ اصول ہے کہ نبی یا ولی کو بشارت کے ماتحت ملنے والی اولاد کا صالح ہونا ضروری ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا اپنی متعدد کتابوں میں تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ میرے یہ چاروں لڑکے بشارت کے ماتحت ہوئے ہیں۔ تو وہ شخص کس قدر حق سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور ظلم کی راہ اختیار کرتا ہے۔ جو انجام آتھم والی تحریر کو جو احمد بیگ کے قرابتیوں کے متعلق ہے۔ مسیح موعود کی پاک ذریت کے متعلق قرار دے۔ میر مدثر شاہ صاحب کے قلم سے تو یہ بات نکل گئی۔ اور شاید وہ بعد میں پشیمان ہوئے ہوں مگر میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب میں نے سید اختر حسین صاحب کو اخبار پیغام صلح کے ایک سابقہ پرچہ میں یہی بات دہراتے دیکھا۔ جسے پڑھ کر مجھے بہت دکھ ہوا۔

علمائے سلسلہ احمدیہ پر ایک الزام کی تردید

اپنی اس قلبی تکلیف کے اظہار کے بعد جو مجھے سید اختر حسین صاحب کے پہلے مضمون سے پہنچی تھی۔ اب میں اصل مقصد کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور نہایت ادب سے عرض پرداز ہوں۔ کہ یہ امر جو آپ نے علمائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ حضرت اقدس کے تبدیلی دعوے کو ثابت کرتے ہوئے انہوں نے کس قدر احادیث کو کترا اور کس قدر آنحضرت صلعم کی توہین کے مرتکب ہوئے کہ یہی الزام حضرت سرور کائنات (صلے اللہ علیہ وسلم) پر لگا دیا۔ کہ آپ کو بھی نعوذ باللہ دعویٰ نبوت کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ اس خیال کی تائید میں ضعیف احادیث کو پیش کیا جاتا ہے۔ کہ ابتداً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے لا تفضلونی علیٰ یونس مجھے یونس پر فضیلت مت دو۔ مگر بعد میں فرمایا انا سید ولد آدم کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔

یہ سراسر ایک بہتان عظیم ہے۔ کیونکہ کیفیت دعوے کے لحاظ سے ہم لوگ ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ نبوت میں کوئی تبدیلی کی ہے۔ اور حدیث لاتفضلونی علیٰ یونس کو جہاں تک مجھے علم ہے ہماری جماعت کے کسی عالم نے اس بات کے ثبوت میں پیش نہیں کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دعویٰ نبوت کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ جہاں تک مجھے علم ہے ہماری جماعت کی طرف سے یہ حدیثیں صرف اس امر کے ثبوت میں پیش کی جاتی رہی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء پر اپنے درجۂ فضیلت کے متعلق ایک وقت کچھ اور خیال رکھتے تھے۔ مگر بعد ازاں آپ نے اس خیال کو تبدیل فرما لیا۔ سید اختر حسین صاحب اپنے الزام میں اگر غلط بیانی سے کام نہیں لے رہے۔ تو وہ تحریر پیش کریں جس کی بناء پر انہوں نے ایسا الزام علمائے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر لگایا ہے۔

سید صاحب کے ایک مطالبہ کا جواب

آگے چل کر سید صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"افسوس ہے کہ ہمارے دوست آج تک باوجود متعدد مطالبات کے اس امر کو ثابت نہیں کر سکے۔ کہ قول لاتفضلونی ابتدائی ایام کا ہے۔ اور انا سید ولد آدم آخری زمانہ کا۔ حدیث لاتفضلونی بصورت تسلیم اس آخری زمانہ کی قرار دی جا سکتی ہے جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا واسطہ یہود سے مدینہ میں پڑا۔"

اس کے متعلق عرض ہے کہ حدیث لاتفضلونی علیٰ یونس بن متی بہر حال پہلے زمانہ کی تسلیم کرنی پڑتی ہے کیونکہ اس میں ایک ایسے عقیدہ کا بیان ہے۔ جس کی اب امت محمدیہ قائل نہیں۔ چونکہ یوخذ من النبی الآخر فالآخر کے ماتحت امت محمدیہ اس بات پر قائم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ لہذا اسی خیال کے متعلق تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ بعد کا خیال ہے۔ جو امت نے آپ سے لیا۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے۔ کہ آیت خاتم النبیین کا نزول حضور کی پچھلی زندگی میں ہوا ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے الفاظ میں جو خصوصیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان کی گئی ہے۔ وہ صاف اس امر پر دال ہے۔ کہ آپ افضل الانبیاء ہیں۔ اس لئے اس کے نزول پر بھی آپ نے یہ دوسرا خیال پیش کیا ہوگا۔ پس لاتفضلونی علیٰ یونس کا خیال بہر حال پہلے کا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

پھر سید صاحب کا یہ کہنا بھی کہ لاتفضلونی علیٰ یونس کا قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف مدینہ میں ہی کہہ سکتے تھے کوئی وزن نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایسا خیال آپ مکہ میں بھی ظاہر فرما سکتے تھے۔ کیونکہ مکہ میں آپ پر سورۂ قلم کے نزول کے وقت جو مکی صورت ہے۔ ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادیٰ وھو مکظوم کی آیت نازل ہو چکی تھی۔ پس ممکن ہے آپ کو اس آیت کے نزول پر یہ خیال پیدا ہوا ہو۔ کہ کہیں مسلمان صاحب الحوت یعنی یونس علیہ السلام کی اس آیت میں بیان کردہ کمزوری کو دیکھ کر اور مجھے ایسی کمزوری سے محفوظ پا کر ان سے افضل قرار دینے لگیں۔ اس لئے آپ نے یہ فرما دیا ہو۔ کہ مجھے یونس پر فضیلت مت دو۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی مسلمان نے ایسا خیال ظاہر بھی کر دیا ہو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یونس علیہ السلام سے افضل ہیں۔ چنانچہ آپ کے ایک قول من قال انا خیرٌ من یونس فقد کذب کے الفاظ اس پر شاہد ناطق ہیں۔ کیونکہ اس فعل کو کذب قرار دینا اور پھر من قال اور کذب کے الفاظ کا بصیغہ ماضی لانا اس بات کے لئے قرینہ ہوسکتا ہے کہ آپ نے یہ الفاظ ایسے وقت کہے ہوں جبکہ کسی شخص نے آپ کو یونس علیہ السلام سے فضیلت دی ہو۔

مدینہ طیبہ میں اگر فضیلت کا سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہی ہوسکتا ہے۔ جو یہود کے نزدیک صاحب شریعت نبی ہونے کی وجہ سے ایک خاص اہمیت رکھنے والی ہستی تھے۔ مدینہ طیبہ میں باقی انبیاء کو چھوڑ کر محض یونس علیہ السلام سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلہ کی کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی۔

ایک اور الزام کا رد

سید صاحب کے مطالبہ کو پورا کرنے کے بعد اب میں ان کے مضمون کے باقی حصہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ سید صاحب موصوف نے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۳ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذیل کی تحریر پیش کی ہے۔ جو حضور نے ان علمائے سو کے رد میں لکھی ہے۔ جو حدیث لا تفضلونی کی بناء پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دوسرے انبیاءؑ پر کلی فضیلت کے قائل نہیں۔ چنانچہ حضور آیت لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں ان نادان موحدوں کا رد ہے۔ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلی ثابت نہیں۔ اور ضعیف حدیثوں کو پیش کرکے کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ مجھ کو یونس بن متی سے بھی زیادہ فضیلت نہ دی جائے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی بطور انکسار و تذلل ہے۔ جو ہمیشہ ہمارے سید و مولےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادت تھی"۔

سید اختر حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر درج کرنے کے بعد یہ نتیجہ پیش کیا ہے۔ کہ جن علمائے سو نے ان ضعیف احادیث کو پیش کیا تھا۔ انہی کے نقش قدم پر آج کل قادیانی حضرات چل رہے ہیں۔ مگر یہ نتیجہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جن علمائے سو کا اس تحریر میں ذکر ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دیگر انبیاء پر کلی فضیلت کے منکر ہیں اور جماعت احمدیہ تو خدا کے فضل سے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ کوئی وقت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دعوئے نبوت کے بعد ایسا آیا جبکہ آپ دیگر تمام انبیاء سے کلی فضیلت نہ رکھتے تھے۔ گو خاتم النبیین کی آیت بلحاظ نزول پچھلے زمانہ کی ہے۔ لیکن ہم تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ شروع دعویٰ سے ہی خاتم النبیین تھے۔ گو اس امر کا انکشاف آپ پر بہت عرصہ بعد ہوا۔ اور اس خصوصیت کا اظہار آپ نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں فرمایا۔ جبکہ یہ آیت آپ پر نازل ہوئی۔

پس یہ بالکل غلط الزام ہے۔ کہ ہماری جماعت ان علمائے سو کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دیگر انبیاء پر فضیلت کلی کے منکر ہیں۔

غیر مبایعین علمائے سو کے نقش قدم پر

ہم تو علمائے سو کے نقش قدم پر ہرگز نہیں چلتے۔ ہاں غیر مبایعین کو علمائے سو کے نقش قدم پر چلنے میں کوئی باک نہیں۔ تبھی تو جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر سے متعدد مقامات پر اختلاف کیا ہے۔ اور بعض آیات کے ان معنوں پر اصرار کیا ہے۔ جن پر آج کل کے علماء سو بشدت مصر ہیں۔ چنانچہ سورہ جمعہ کی مشہور آیت اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تفسیر میں جناب مولوی محمد علی صاحب اپنی تفسیر بیان القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"یہ آیت نص صریح اس بات پر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد دوسرا نبی نہیں آسکتا"۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ پر فرماتے ہیں"۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کے لئے ایک پیشگوئی ہے

مسیح موعود کی بیان کردہ توجیہہ

اب رہا یہ امر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حدیث لا تفضلونی کی یہ توجیہہ فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ بطور انکسار و تذلل فرمائے ہیں۔ سو حضور کی یہ توجیہہ ہمیں بسر و چشم منظور ہے۔ مگر یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بیان کردہ توجیہہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں۔ بلکہ موید ہے۔ جیسا کہ میں دوسرے مضمون میں اس پر روشنی ڈالوں گا۔

مختلف فرقوں کو جواب دینے کا طریق

سو عرض ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی کئی کئی مضامین پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اور جب کسی فریق مخالف کو کسی آیت یا حدیث کے رو سے جواب دینا مطلوب ہو۔ تو اس کے مخصوص عقائد کو ملحوظ رکھ کر جو توجیہہ اقتضائے محل کے مطابق ہو وہ پیش کی جاتی ہے۔ ساری ہی توجیہات بیان نہیں کردی جاتیں۔ پس ایسا بسا اوقات ہوسکتا ہے۔ کہ ایک ہی آیت یا حدیث سے مختلف خیال کے لوگوں کو مختلف توجیہات کی بناء پر جواب دیا جائے۔ خاکسار محمد نذیر مولوی فاضل لائلپور

پسرور ضلع سیالکوٹ میں ایک تبلیغی لیکچر

خاکسار نے ایک لیکچر کا انتظام کرایا۔ جس کی روئداد بغرض اشاعت ارسال ہے۔ میں پسرور کا رہنے والا ہوں اور غیر احمدی ہوں۔ مسٹر سید احمد صاحب بی۔ اے احمدی حال ملازم محکمہ ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر میرے دوست ہیں۔ وہ وقتاً فوقتاً مجھے تبلیغ کیا کرتے۔ اور میں حسب استعداد ان سے گفتگو کرتا مگر میں دیکھتا کہ آپ نہایت مؤثر طرز سے اپنے عقائد پیش کرتے۔ اس لئے میں نے چاہا۔ کہ وہ اپنے عقائد پسرور کی پبلک کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ انہوں نے میری التجا پر فضیلت اسلام پر لیکچر دینا منظور کرلیا۔ اور پسرور میں باآواز دہل منادی کرائی گئی۔ اسی روز بعد دوپہر مولوی بشیر احمد صاحب مولوی شریف احمد صاحب اور عبدالرحیم احراریوں نے اعلان کرایا۔ کہ ہم بھی اسی جگہ ۸ بجے شام مرزائیت کے خلاف لیکچر دیں گے۔ میں نے احراری صاحبان سے کہا۔ کہ ہم کو احمدیوں کے عقائد اصل رنگ میں معلوم ہونے چاہئیں۔ اگر وہ قرآن شریف اور حدیث کے عین مطابق ہوں۔ تو پھر کیوں قبول نہ کئے جائیں اگر خلاف ہوں تو پھر علی الاعلان ان کی تردید کی جائے۔ بہت جدوجہد کے بعد قرار پایا۔ کہ آج صرف سید صاحب کا لیکچر ہو۔ جناب سید صاحب نے نہایت عمدگی جوش اور دلی تڑپ سے فضیلت اسلام پر لیکچر دیا۔ اور جس خوبی سے انہوں نے دیگر مذاہب پر اسلام کی فضیلت ثابت کی۔ اس کا اندازہ صرف سامعین ہی لگا سکتے ہیں۔ ہر ایک کی زبان پر واہ وا کے کلمات تھے۔ سامعین کی تعداد آٹھ یا نو صد کے قریب ہوگی لیکچر نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ دوران تقریر میں اشرار کی طرف سے خشت باری بھی ہوئی۔ مگر صرف ایک شخص کو اینٹ لگی۔ خاکسار مبارز علی خاں ککے زئی پسرور

نہایت ضروری اعلان

الفضل ۱۰۱ جلد ۲۲ کے صفحہ ۹ پر جو ایک سکیم پنجاب میں تبلیغ احمدیت کے متعلق چھپی ہے۔ اس کے متعلق جماعتیں بہت جلد اپنی آراء سے اطلاع دیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ضرورت

علاقہ سندھ میں ایک معمولی ڈرافسمین کی ضرورت ہے۔ فی الحال تنخواہ ۱۲ روپے ہوگی۔ ترقی کی امید ہے۔ جو دوست وہاں جانا پسند کریں۔ وہ اپنی درخواستیں فوراً امور عامہ میں بھجوا دیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

احمدیہ مشن لنڈن کی تبلیغی رپورٹ

اہلِ یورپ کو حضرت مسیح کی آمد ثانی کا مژدہ

لنڈن میں مذہبی کانفرنس کی تیاریاں

۱۹۳۴ء میں بمقام نیویارک امریکہ ایک مذہبی کانفرنس ہوئی تھی۔ جس کا نام ہے "International Congress of the world fellow-ship of faiths" اس کے صدر Hon Herbert Hoover تھے۔ اور اس میں مہاراجہ بڑودا کو International President منتخب کیا گیا تھا۔ انگلستان سے Sir francis Younghusband اس میں شامل ہوئے تھے۔ وہاں سے واپس آکر Sir francis نے یہ تجویز کی۔ کہ ایک کانفرنس ۱۹۳۶ء میں لنڈن میں منعقد کی جائے۔ اس کے لئے ۱۲ نومبر ۱۹۳۴ء کو لنڈن میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے ایک کونسل بنائی جائے۔ جس کے صدر Sir francis ہوں۔ اور ایک کونسل مقرر کی گئی۔ جس میں چیدہ چیدہ لوگ ممبر بنائے گئے مجھے بھی اس کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے مختلف اجلاسوں میں میں شریک ہوتا رہا ہوں۔

حضرت یسوع مسیح اور غیر عیسائی دنیا

اس تحریک میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ۱۱ فروری ۱۹۳۵ء کو Grotrian Hall. میں ایک جلسہ کیا گیا جس میں چار لیکچرار رکھے گئے۔ ایک مسلمان جو خاکسار تھا۔ دوسرا ہندو۔ تیسرا بدھ۔ چوتھا یہودی جو ایک مشہور آدمی ہے صدر Sir francis خود تھے۔ مضمون یہ تھا۔ "What Jesus means to non-Christians"

نمائندہ بدھ ازم کا لیکچر

بدھ مذہب کے نمائندہ نے حضرت مسیح اور حضرت بدھ کی تعلیم کا ایک حد تک اشتراک بیان کیا۔ اور اس کی خوبیوں پر روشنی ڈالی۔

نمائندہ ہندو ازم کا لیکچر

Swami Purohit نے جو گیروے لباس میں تھے۔ ہندوؤں کا نقطۂ نظر پیش کیا۔ جس میں انہی روایات کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی کسی ایک خوبی کا بھی اقرار نہ تھا۔ بلکہ ہر رنگ میں ان کی ذات کو اور عیسائیوں کو اعتراضات کا نشانہ بنایا۔ آپ نے کہا ہندوؤں میں بہت سے اوتار اور نبی گذرے ہیں۔ جنہوں نے اسی دنیا میں نجات حاصل کر لی۔ مگر مسیح یہاں نجات نہ حاصل کر سکا۔ اور صلیب پر روتا ہوا چل بسا۔ نیز یہ کہ یہ صلح کا شہزادہ امن قائم کرنے کے لئے نہیں بلکہ تلوار چلانے کے لئے دنیا میں آیا تھا جیسا کہ جو خود مسیح نے اپنے متعلق کہا ہے۔ معجزات کے متعلق کہا کہ ہندوان کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ اور اس قسم کے معجزات آج کل بھی ہندو دکھا سکتے ہیں۔

نمائندہ یہودیت کا لیکچر

ڈاکٹر Livingstone. یہودی نے باقی دونوں کی طرح اپنا لکھا ہوا پرچہ پڑھا جو بہت قابلیت سے لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیح ایک یہودی تھا۔ اور ساری عمر یہودی مذہب پر کاربند رہا۔ اسنے ہرگز کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں رکھی۔ بلکہ صاف کہا کہ وہ کوئی نیا قانون لے کر نہیں آیا۔ بلکہ پہلے قانون کو پورا کرنے کے لئے آیا ہے۔ موجودہ عیسائیت پولوس نے پیدا کی۔ اس نے مسیح کی تعلیم کی بھی تعریف کی۔ اور اس کے جوش اور اخلاص اور قابلیت کا اقرار کیا۔ مگر کہا کہ یہ تمام تعلیم یہودی مذہب میں موجود ہے۔ اور مسیح چونکہ ایک جوشیلا مبلغ تھا۔ اس لئے اس نے اس تعلیم کو عمدہ رنگ میں پیش کیا باقی رہا صلیب کا واقعہ سو اس کی ذمہ داری ہرگز یہودیوں پر عائد نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہودی علماء نے ہرگز مذہبی بناء پر اسے صلیب پر نہیں چڑھایا۔ بلکہ رومن حکام نے اپنی سلطنت کے لئے خطرہ دیکھ کر اسے صلیب پر لٹکا دیا۔ لیکچرار نے دعوئے مسیحیت کے متعلق قطعی خاموشی اختیار کی۔

نمائندہ اسلام کا لیکچر

مجھے اگر ان لوگوں کے بعد موقعہ ملتا۔ تو میں سب کے متعلق کسی نہ کسی رنگ میں ریویو کر دیتا۔ کیونکہ میں نے کوئی پرچہ نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ تقریر کی تھی۔ جس میں قرآن شریف کی آیات کو پیش کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت اور نبوت ثابت کی آپ کے معجزات کی تشریح کی۔ اور دعوئے الوہیت کا بطلان ثابت کیا۔ صلیب سے آپ کا زندہ اترنا بیان کیا۔ اور پھر آمد ثانی کے ذکر میں اس امر کا اعلان کیا۔ کہ آنے والا آچکا ہے اور وہ احمد علیہ السلام قادیانی ہے۔ جو ہندوستان میں نازل ہوا سامعین کی تعداد تین سو سے زائد تھی۔ جن میں ہر قسم کے لوگ تھے۔ عیسائی میری تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ باقیوں نے تو زیادہ تر خلاف ہی کہا تھا۔ لیکچروں کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ تو ایک عورت نے سوامی جی سے سوال کیا۔ کہ آپ نے عیسائیت کے خلاف تقریر کی۔ مگر اپنے گھر کا حال بھی یاد ہے۔ کہ کس طرح ذات پات کی تفریق موجب ذلت ہے۔ سوامی جی نے اس کا الزامی جواب تو دیا۔ کہ انگلستان میں مجھے رہنے کے لئے جگہ بھی مشکل سے ملتی ہے۔ کیونکہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ کالے لوگوں کو ہم نہیں رکھ سکتے۔ مگر اس عورت کے سوال کا جواب نہ دیا۔ ایک اور عیسائی نے فوراً اٹھ کر سوامی جی کو جواب دیا۔ کہ یوروپین لوگوں کا یہ سلوک مسیح کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔ اسے ہندو مذہب سے زیادہ واقفیت نہ تھی۔ ورنہ اس کے ساتھ ہی اسے یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ ہندوؤں کے ہاں تو دینی رنگ میں ذات پات کی تفریق ہے۔ چونکہ وقت بہت گذر گیا تھا۔ اس لئے جلسہ برخاست کیا گیا۔

مختلف سوسائٹیوں میں تقریریں

پچھلے دنوں میری ایک تقریر اسلام پر کیمبرج کی ایک سوسائٹی میں ہوئی۔ جس میں پچاس کے قریب تعلیم یافتہ لوگ تھے۔ اور گھنٹہ بھر کی تقریر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ سوال و جواب ہوتے رہے۔ اسی طرح ایک تقریر Aeolian Hall میں ہوئی۔ جو قریباً قریباً دہریوں کی میٹنگ تھی۔ ایک تقریر Bromley ہوئی۔ پانچ اور بارہ فروری ۱۹۳۵ء کو Clapham Common کی تھیوسافیکل سوسائٹی میں میری تقریریں ہوئیں۔ پچھلے سال بھی ان کے ہاں ایک دفعہ میں بول چکا ہوں۔ ہر تقریر کے بعد قریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک سوال و جوابات ہوتے ہیں۔

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا تبلیغی جوش

صاحبزادگان نے یہ تجویز کی ہے کہ یہاں سے ایک سہ ماہی علمی رسالہ چند صفحات کا انگریزی میں نکالیں ایڈیٹر صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب بی۔ اے مولوی فاضل ہوں گے۔ اللہ تعالے سے دُعا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت طیبہ کی یہ مبارک تجویز پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔

شہر میں ایک روز لارڈ ہیڈلے اتفاقاً مل گئے۔ بڑے تپاک اور خوشی سے ملے۔ کہنے لگے کہ اسلام کے متعلق جو آپ کا خط ٹائمز میں شائع ہوا ہے۔ وہ پڑھا ہے اس سے بہت خوشی ہوئی۔

خاکسار عبدالرحیم درد

صدر احرار کی رہتک میں اشتعال انگیز تقریر

۱۱ مارچ بوقت ساڑھے نو بجے رہتک میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی آمد پر مجلس احرار کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ صدر جلسہ سید محمود شاہ صاحب وکیل تھے۔ مولوی صاحب جلسہ گاہ میں آئے۔ تو صدر جلسہ نے ایڈریس پڑھا۔ جس میں مولوی صاحب کی تعریف میں پل باندھے گئے۔ اور کہا گیا۔ کہ ایک عرصہ سے مسلمانوں کی نظریں فقط مولوی صاحب کی طرف لگی ہوئی ہیں تا مرزائیت کا خاتمہ ہو۔ ایڈریس کے آخری حصہ میں مولوی صاحب سے التجا کی گئی۔ کہ مرزائیت کا بہت جلد استیصال کیا جائے۔ صدر نے کہا میں اس میں "بہ دلائل" کا اضافہ کرتا ہوں۔

صدر صاحب ایڈریس پڑھنے کے دوران میں جب کئی بار اٹکے۔ تو مولوی صاحب کو سخت ناگوار گذرا۔ مولوی صاحب بھرے تو بیٹھے ہی تھے تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہی صدر پر برس پڑے۔ چھٹتے ہی فرمانے لگے۔ یہ ڈنر ٹی پارٹیاں اور ایڈریس پڑھنے کا رواج مغرب سے آیا ہے اور ہم ان چیزوں میں مغرب کی نقل اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ہم مغرب کے غلام ہو چکے ہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی تعریف اس کے سامنے کرے تو جس کی تعریف کی جائے۔ اسے چاہیئے کہ تعریف کرنے والے کے منہ میں خاک ڈالدے مگر مشکل تو یہ ہے کہ آج مسلمان محمد رسول اللہ کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔

صدر صاحب نے ایڈریس پیش کرتے وقت "بہ دلائل" کے الفاظ کا "استیصال مرزائیت" والے فقرے میں اضافہ کردیا تھا۔ مولوی صاحب نے اس کے متعلق مجمع کو مخاطب کرکے بھڑکانا شروع کر دیا۔ اور کہا تم جو چاہو کرو۔ اور جس فرقے سے چاہو تعلق رکھو۔ مگر یاد رکھو کہ سنی۔ شیعہ۔ وہابی۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ غرضیکہ کسی فرقہ کا مسلمان دوسرے فرقہ والے کو کافر نہ کہے۔ کیونکہ کافر تو مرزائی ہیں۔ کفر کی وجہ یہ بتائی کہ مرزائیوں نے ہمارے محمد رسول اللہ کے مقابلہ میں ایک نیا نبی مرزا غلام احمد قادیانی کھڑا کر لیا ہے۔ حالانکہ اسلام کے دوسرے فرقوں میں سے کسی نے ایسی حرکت نہیں کی۔ پھر مجمع کو مخاطب کرکے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی آئے؟ مجمع نے جواب دیا۔ "ہرگز نہیں"! اس پر مولوی صاحب نے صدر کی طرف متوجہ ہو کر نہایت سخت لہجہ میں کہا۔ جب مسلمان یہ چاہتے ہی نہیں کہ کوئی اور نبی آئے تو پھر آپکے "بہ دلائل" کا کیا مطلب؟

پھر کہا قوم نہایت نیک نیت ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسے جو چاہتا ہے پھسلا لیتا ہے۔ قوم میں فریب نہیں۔ فریب ہم مولویوں میں ہے۔ مسلمانوں کی راہنمائی کرنے والے تین قسم کے لوگ تھے۔ اول مولوی۔ دوم پیر اور سوم انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ۔ مگر مولوی اور پیر تو اپنی روٹیوں میں لگ گئے۔ اور انگریزی پڑھا ہوا طبقہ عیش میں پڑ گیا۔

اس کے بعد مولویوں کے متعلق کہنے لگے کہ ہندوستان کے علماء کو تو میں نہیں کہتا۔ البتہ پنجاب کے مولویوں کے متعلق کہتا ہوں۔ کہ وہ سب اس قابل ہیں۔ کہ انہیں جمع کرکے خاردار تار سے جکڑ کر مٹی کا تیل ان پر چھڑک دینا چاہیئے۔ اور پھر دیا سلائی لگا دینی چاہیئے۔

جماعت احمدیہ کے متعلق کہنے لگے۔ کہ یہ لوگ انگریزوں کے جاسوس ہیں۔ انہوں نے افغانستان میں۔ ایران میں۔ ہندوستان میں۔ ترکی میں۔ غرضیکہ ہر جگہ جا کر انگریزوں کی خاطر جاسوسی کا کام کیا۔ حال ہی میں پونے دوسو مرزائیوں کو کسی دوسرے کے خرچ پر حج کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اس کے بعد اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ رہتک میں صرف ایک پرچہ زمیندار کا اور ایک پرچہ احسان کا آتا ہے اور وہ بھی ریڈنگ روم میں۔ یہ کہتے ہوئے مجمع پر برس پڑے۔ کہ او جاہلو۔ نادانو۔ پاگلو تمہیں کیا پتہ ہے۔ کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کو فنا کر چکا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مرزائیت کو تباہ کرے۔ اگر آج اسلام کی حکومت ہوتی۔ تو نبوت کے مدعی کو پھانسی پر لٹکا دیا جاتا۔

مرزائیوں سے بچنے کے لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ احرار میں شامل ہو جاؤ۔ تم سب کا فرض ہے کہ احرار میں شامل ہو کر اپنی فوج تیار رکھو۔ تاکہ جس وقت ضرورت پڑے۔ تم کو طلب کیا جا سکے۔ دنیا کے مختلف ممالک اپنی اپنی فوجوں پر لاکھوں روپے اس لئے خرچ کرتے ہیں۔ کہ بوقت ضرورت بھرتی کرنے میں وقت نہ ضائع ہو۔ پس تمام ملکوں کی فوجوں کے اصول سے سبق سیکھو۔ اور دشمن کے مقابلہ میں اپنے گلے کٹوانے کے لئے تیار رہو۔

اگر تمہارے جسم میں خون ہے۔ دماغ میں عقل ہے اور سینوں میں بہادری اور جرأت ہے تو تم میں زندگی باقی رہے گی۔ ورنہ تم مردہ قوم بن جاؤ گے۔

میری ایک بات اور یاد رکھنا اور وہ یہ کہ ڈپٹی کمشنر یا سپرنٹنڈنٹ پولیس سے کبھی نہ خوف کھانا۔ تم تو یونہی ڈرتے ہو۔ بھلا عبدالغنی سکرٹری احرار رہتک کو ڈپٹی کمشنر کیوں نہیں ڈانٹتا۔؟ اسی لئے کہ وہ جانتا ہے۔ اگر میں عبدالغنی کو بلاکر ایک بات کہوں گا۔ تو وہ سامنے سے مجھے دو سنائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے بھی ڈپٹی کمشنر نہیں بلاتا۔

دوران تقریر میں لگاتار صدر صاحب پر مولوی صاحب کے حملے جاری رہے۔ ان کو چاہیئے تھا۔ کہ قوم کی مدد اور رہنمائی کرتے۔ مگر انہیں قوم کے غم سے کیا کام جبکہ رہنے کے لئے کوٹھی۔ سواری کے لئے موٹر اور بات چیت کرنے کے لئے گھر ہی میں ٹیلیفون موجود ہو۔ (نامہ نگار)

طلباء مدرسہ احمدیہ میں تقسیم انعامات

امتحان سالانہ میں کل میزان اور دینیات میں اول و دوم رہنے والے مدرسہ احمدیہ کے مندرجہ ذیل طلباء کو جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت کی طرف سے انعام تقسیم کئے گئے

جماعت	نام	کل میزان	دینیات
جماعت ہفتم	غلام احمد	اول	اول
	فضل دین		دوم
	عبدالصمد	دوم	
ششم	شوکت حسین	اول	اول
	عطاء اللہ		دوم
	محمد احمد	دوم	
پنجم	نور الحق	اول	
چہارم	غلام احمد	دوم	دوم، اول
	قدرت اللہ	اول	اول
	مبارک احمد	دوم	دوم
سوم	محمد ابراہیم	اول	اول
	فضل الہٰی		دوم
	بشیر احمد	دوم	
دوم	غلام احمد	اول	اول
	سلطان احمد		دوم
	مقبول احمد	دوم	
اول	احمد دین		اول
	فضل حق	اول	
	بشیر احمد		دوم
	عبدالحمید	دوم	

(ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ)

کیا پنجاب کے مُسلمانوں میں خونریزی ہوگی؟

امرت سر کے بعض دردمند مُسلمانوں نے احراریوں کے موجودہ فتنہ انگیز رویہ کے متعلق ایک پوسٹر شائع کر کے اسلامی مفاد کو نقصان سے بچانے کی جو کوشش کی ہے۔ وہ قابلِ تعریف ہے۔ اور امید ہے کہ ہر شریف مُسلمان نہ صرف اسے قدر و قعت کی نظر سے دیکھیگا۔ بلکہ اسے مؤثر اور مفید بنانے کی کوشش کرے گا۔ تاکہ مُسلمان اس تباہی سے بچ سکیں جس کی طرف احراری لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور موجودہ سیاسی دور میں جو نہایت ہی خطرناک ہے متحد ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت کر سکیں۔

مُسلمانانِ امرت سر کا پوسٹر حسب ذیل ہے:۔

عنوانِ بالا سے روزانہ اخبار "حقیقت" لکھنؤ ۲۰ر فروری نے ایک مقالہ افتتاحیہ سپردِ قلم کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"کچھ عرصہ سے پنجاب میں جماعت احرار نے قادیان کی احمدی جماعت کے خلاف پوری قوت کے ساتھ اپنی سرگرمیوں کا رُخ پھیر دیا ہے۔ جس سے سخت ہنگامہ آرائیوں کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اس وقت تک یہ ایجی ٹیشن ایسی صورت اختیار کر چکا ہے۔ کہ ہمیں اس امر کا قوی اندیشہ ہے۔ کہ اس کا نتیجہ یہ نہ ہو۔ کہ خونریزی شروع ہو جائے۔ اور مُسلمانوں کے ہاتھ مسلمانوں ہی کے خون سے رنگین ہو جائیں۔ پنجاب کے اسلامی اخبارات میں سے بعض اس فتنہ کو مشتعل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی فکر میں ہیں۔ . . . . . . تحفظ مذہب کا نام لے کر کوئی ایسی تحریک شروع کرنا جو سخت فتنہ انگیزی کا باعث ہو۔ اور اس سے شیرازہ اسلام میں انتشار پیدا ہوتا ہو۔ ہرگز مستحسن و قابلِ ستائش نہیں"

ہم سمجھتے ہیں جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے۔ احرار کو یا دوسرے علماء عظام کو حق ہے کہ وہ احمدیت کے خلاف دلائل سے بحث کریں۔ اگر "حقیقت" کا مقصد یہ ہے۔ کہ مُسلمان احمدیت کے خلاف تبلیغ کرنا ہی ترک کر دیں۔ تو یقیناً اس سے کوئی بھی مسلمان متفق نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نہایت سرگرمی سے اپنے عقائد کو پھیلانے میں مصروف ہے۔ اس لئے جو لوگ احمدیت کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں انہیں حق ہے کہ وہ اپنے خیالات و دلائل کی اشاعت کریں۔ لیکن اگر "حقیقت" کی غرض یہ ہے۔ کہ اس اختلاف کو وجہ منافرت نہ بنایا جائے۔ تو ہم یقیناً اس کے ساتھ متفق ہیں۔

مُسلمانوں کے اندر بہتر یا بہتر فرقے موجود ہیں۔ وہ تمام ایک دوسرے کو کافر سمجھتے ہیں۔ ان میں بے حد اختلافات موجود ہیں۔ اگر وہ تمام فرقے اختلاف عقائد کی وجہ سے آپس میں دست بگریبان ہونے لگ جائیں۔ تو ملت اسلامیہ کے اندر ایک اس قسم کی آگ سلگ پڑے گی۔ جو کبھی فرو نہ ہوگی جو بھی نیا فرقہ پیدا ہوا اس کو مٹانے کی کوشش کی گئی لیکن واقعات شاہد ہیں کہ کبھی کامیابی نہیں ہوئی۔ بلکہ جس گروہ کی جسقدر شدت سے مخالفت کی گئی۔ وہ اسی قدر ترقی کر گیا۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ اہلحدیثوں کے خلاف ملک میں ایک آگ بھڑک رہی تھی۔ کیا اس آگ نے وہابیت کو جلا کر راکھ کر دیا۔ نہیں بلکہ نتیجہ یہ ہوا کہ آج اہلحدیث اسلام کا ایک ضروری عنصر تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ اور وہ منافرت جو وہابیوں کے ساتھ تھی۔ بالکل رفع ہو چکی ہے۔ اسی طرح بظاہر حالات احمدیوں کو مٹانا ناممکن ہے۔ پھر کیوں خواہ مخواہ ایسا طریق اختیار کیا جائے۔ جس سے شیرازہ اسلام میں انتشار پیدا ہونے کا امکان ہو۔

بالخصوص موجودہ حالات میں تو ضرورت ہے۔ کہ مُسلمان کہلانے والے تمام فرقوں کو دعوت اتحاد دی جائے۔ اور جب مرزائی اپنے آپ کو مُسلمانوں کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں۔ اور اسلامی سیاسیات سے ہمدردانہ سلوک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو ان کو خواہ مخواہ علیحدہ کرنا ایک بڑے بھاری فتنہ کے لئے راستہ صاف کرنا ہے۔ ڈاکٹر کچلو نے جب آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ اس وقت بھی بعض لوگوں نے احمدیوں کی شمولیت پر اعتراض کیا تھا۔ لیکن خود ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو اور دوسرے زعما اسلام نے جماعت احمدیہ کے نمائندوں کو شامل کرنا ضروری سمجھا۔ اور احمدی دوست اس کانفرنس میں شامل ہوئے۔

مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس ہندوستانی مسلمانوں کی دو نمائندہ سیاسی مجالس ہیں۔ ان میں ہمیشہ احمدیوں کو شامل کیا گیا۔ اور یہ حقیقت ثابت شدہ ہے۔ کہ احمدیوں نے کبھی اسلامی سیاسیات سے غداری نہیں کی۔ بلکہ ان جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ وفاداری کا ثبوت دیا۔ اور اپنی نمائندگی کے تناسب سے بہت زیادہ خدمت کی۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ مسلمان احمدیوں کے ساتھ اختلاف عقائد رکھنے کے باوجود سیاسی اتحاد سے انکار کر کے اپنی قوتوں کو مسلوب کرنے کا اقدام کریں۔ درآنحالیکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس وقت کمیونل ایوارڈ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے ہندو اور سکھ آپس میں متحد ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں جماعتوں میں مذہبی عقائد کے لحاظ سے کوئی بھی نسبت نہیں ہے۔ برخلاف اس کے احمدی خدائے واحد و قہار کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ قرآن حمید کو خدا کا آخری پیغام تسلیم کرتے ہیں۔ تمام انبیاء و رسل پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور قبلہ کی طرف موُنہہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ آہ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

حرم پاک بھی قرآن بھی اللہ بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

کیسا تعجب ہے کہ ہندو اور سکھ عقائد میں بعد المشرقین ہونے کے باوجود سیاسی وجوہات کی بناء پر متحد ہو رہے ہیں۔ اور مسلمان باوجود اتنی اصولی مناسبتوں کے بھی ایک دوسرے سے نفرت کر کے اپنی قوتوں اور طاقتوں میں انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ حالانکہ حالات کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اس وقت مسلمان تمام اندرونی اختلافات کو بھول جائیں۔ اور رسول امین کے فرمان واجب الاذعان من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ کے پیش نظر تمام مُسلمان کہلانے والے فرقوں سے کم از کم سیاسی اتحاد کر کے کمیونل ایوارڈ کی گتھی کو سلجھانے کی فکر کریں۔ ہمیں امید ہے کہ اسلامی پریس ہماری اس مخلصانہ درخواست پر توجہ فرمائے گا۔ اور اپنی پہلی فرصت میں اس مسئلہ کے متعلق اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کریگا۔ تاکہ بقول "حقیقت" پنجاب کے مُسلمانوں میں خونریزی کا امکان نہ رہ جائے۔ اور ہم کمیونل ایوارڈ کے مسئلہ میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

ہمیں اہل الرائے زعما سے بھی توقع ہے۔ کہ وہ حالات پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور بمصداق ؎

"سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل"

معاملہ کو بڑھنے نہ دیں گے۔ بلکہ مُسلمانوں کے مختلف فرقوں کو متحد و متفق بنانے کی جانب قدم بڑھائیں گے۔ اور پوری قوت و طاقت کے ساتھ کمیونل ایوارڈ کی حمایت میں مصروف ہو جائیں گے ؎

اٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

المشتھــــــــــــــران

ملک فیض الحسن صاحب۔ خواجہ نذیر حسین صاحب عنبر۔ چودہری نذیر احمد خاں صاحب۔ میاں فتح الدین احمد صاحب۔ غازی عبدالقدوس صاحب۔ چودہری چوہڑ خاں صاحب۔ حکیم اللہ جوایا صاحب۔ شیخ نصرت علی صاحب۔ قاری کریم اللہ صاحب۔ حاجی عبدالسبحان صاحب۔ مسٹر نصیر الدین بٹ صاحب ساکنان ضلع امرتسر۔

خریداران الفضل جن کو وی پی ہونگے

مفصلہ ذیل فہرست ہے۔ ان خریداروں کی جن کا چندہ معمولی بحساب دس روپے سالانہ ۱۶ مارچ و ۱۵ اپریل کے مابین ختم ہوتا ہے۔ براہ مہربانی جلد سے جلد بذریعہ منی آرڈر یا محاسب صدر انجمن بھجوا دیں۔ اور دیگر مجلس مشاورت پر دستی داخل کرانا ہو۔ تو بھی اطلاع دیدیں۔ ورنہ ۲۵ اپریل کا الفضل وی پی ہوگا۔ اور یہ بھی نوٹ فرمالیں۔ کہ جو صفحہ کی تین اشاعتوں کے یک ششماہی ہر ایک خریدار کے ذمے ہیں۔ ان کا وی پی نہیں ہوگا۔ یہ رقم از خود ہمیں بھیج دینی چاہیئے۔ یا اجازت دینی چاہیئے کہ وی پی معمولی میں یہ رقم بھی شامل کر کے ہم وصول کریں۔

منیجر

نمبر خریداری — نام

۳۴ مرزا برکت علی صاحب
۱۳۰ میاں محمد یوسف صاحب
۱۳۲ چوہدری محمد عبداللہ صاحب
۱۵۰ بابو محمد افضل خان صاحب
۲۱۳ محمد عثمان صاحب
۲۸۶ مولوی غلام علی صاحب
۳۶۵ منشی حامد حسین صاحب
۳۸۷ شیخ قدرت اللہ صاحب
۵۴۴ مولوی رفیع الدین صاحب
۵۴۰ سعد اللہ خان صاحب
۶۴۹ مولوی محمد الدین صاحب
۷۹۳ مولوی عمر الدین صاحب
۸۰۷ مولوی نیاز محمد صاحب
۹۳۰ مولوی غلام رسول صاحب
۱۰۵۱ ماسٹر محمد پریل صاحب
۱۲۷۸ اللہ رکھا و کرم الٰہی صاحب
۱۳۷۸ میاں نیاز محمد صاحب
۱۴۱۲ منشی طفیل احمد صاحب
۱۵۰۴ ایم احمد صاحب
۱۶۲۶ عطاء اللہ صاحب
۱۷۹۳ کریم اللہ صاحب
۱۹۱۱ میاں جان محمد صاحب
۱۹۲۱ چوہدری مصاحب علی صاحب
۲۰۰۲ میاں نصیر الدین صاحب
۲۱۷۲ عنایت اللہ خان صاحب
۲۲۴۰ مولوی غلام محمد صاحب
۲۳۷۶ محمد عبدالرشید صاحب
۲۵۳۵ حکیم ابوطاہر محمد صاحب
۲۸۵۴ قاضی محمد حنیف صاحب
۳۴۳۰ منشی عبدالعزیز صاحب
۳۵۰۹ چوہدری فضل احمد صاحب
۳۵۱۵ محمد شفیع صاحب
۳۷۰۸ ناصر الدین صاحب
۳۸۹۷ مستری عطاء الرحمٰن صاحب
۳۹۹۳ جناب احمد صاحب
۴۲۸۲ منشی عطا محمد صاحب
۴۳۳۱ سوبر خان صاحب
۴۴۳۴ عبدالقادر صاحب
۴۵۳۰ خدا بخش صاحب
۴۵۸۱ سید محمد عقیل صاحب
۴۶۳۶ غلام محمد صاحب
۴۹۲۵ عبدالرحیم صاحب
۴۹۸۶ چوہدری خان محمد صاحب
۵۲۳۲ محبوب عالم صاحب
۵۲۷۷ بابو اعجاز حسین صاحب
۵۴۱۵ ملک محمد فقیر اللہ خان صاحب
۵۴۶۸ ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب
۶۱۰۶ بابو مولا بخش صاحب
۶۱۳۰ گلزار احمد صاحب
۶۳۲۷ کریم بخش صاحب
۶۴۳۴ بابو احمد جان صاحب
۶۵۹۴ سید سردار شاہ صاحب
۶۶۰۳ اللہ بخش صاحب
۶۶۱۱ غلام قادر صاحب
۶۶۵۸ کریم بخش صاحب
۶۶۷۹ چوہدری محمد حسین صاحب
۶۷۸۶ عبدالرحیم صاحب
۶۸۳۸ مہر الدین صاحب
۶۸۵۳ اے ایچ خان
۶۹۰۳ اے ایچ حکیم صاحب
۶۹۲۰ ملک بہادر خان صاحب
۶۹۴۴ اے ملک صاحب
۶۹۶۸ محمد اسمٰعیل صاحب
۷۰۴۰ محمد سعید صاحب
۷۰۷۸ عبدالسلام صاحب
۷۱۸۳ کریم بخش صاحب
۷۵۲۳ عبدالرحیم صاحب
۷۵۴۶ منشی محمد یعقوب صاحب
۷۵۵۲ محمد حنیف صاحب
۷۷۱۱ مرزا یوسف علی صاحب
۷۷۲۶ فیض احمد صاحب
۷۷۵۵ خواجہ عبدالغفار و عبدالغنی
۷۷۸۸ حکیم فضل الدین صاحب
۷۸۳۲ محمد الدین صاحب
۷۸۴۰ پیر عبدالعلی صاحب
۷۸۵۸ ملک گل محمد صاحب
۸۰۴۸ محمد احمد صاحب
۸۰۸۶ ڈاکٹر ایچ اے یوسف زئی
۸۱۴۵ منیر خان
۸۲۶۲ محمد عبدالحق صاحب
۸۳۱۴ قاضی محمد اسلم صاحب
۸۳۸۸ مرزا جان عالم صاحب
۸۴۳۹ سکرٹری صاحب
۸۵۳۳ نصر اللہ خان صاحب
۸۵۵۴ حوالدار میجر علی محمد صاحب
۸۵۶۷ سردار امیر محمد صاحب
۸۶۴۱ احمد الدین صاحب
۸۶۶۱ راجہ غلام محمد صاحب
۸۶۷۴ سید محمود شاہ
۸۶۹۰ ملک غلام حسین صاحب
۸۷۹۸ اللہ دتہ صاحب
۸۹۶۸ راجہ عبدالرحمٰن صاحب
۸۹۷۸ عبدالجلیل صاحب
۸۹۷۹ فتح محمد صاحب
۸۹۹۶ سید محبوب عالم صاحب
۹۰۴۴ سردار خان صاحب
۹۰۵۹ میاں محمد سلطان صاحب
۹۰۸۱ شیخ محمد علی صاحب
۹۱۰۸ مولوی محمد خورشید عالم صاحب
۹۱۱۰ محمد لطیف صاحب
۹۱۱۴ منشی محمد حسین صاحب
۹۱۲۷ محمد علی انور صاحب
۹۱۳۰ ملک عبدالخالق صاحب
۹۱۳۶ محمد سعید صاحب
۹۱۷۵ میاں ناصر علی صاحب
۹۱۸۰ سکرٹری صاحب
۹۱۸۲ شیخ انعام اللہ صاحب
۹۱۹۲ حاجی جلال الدین صاحب
۹۲۰۲ سردار فیض اللہ خاں
۹۲۱۱ غلام محمد صاحب
۹۲۱۲ ایم اے سبحان صاحب
۹۲۳۷ حاجی بلاول صاحب
۹۲۴۰ سید زمان شاہ صاحب
۹۲۴۵ ملک فضل کریم خاں
۹۲۷۸ ملک غلام رسول صاحب
۹۲۸۶ سید محمد حسین صاحب
۹۲۸۷ غلام احمد صاحب
۹۳۱۱ میاں محمد عالم صاحب
۹۳۲۳ شیخ اسمٰعیل ابراہیم
۹۳۵۱ بابو شکر الٰہی صاحب
۹۳۷۵ بابو عبدالحکیم صاحب
۹۴۴۳ چوہدری صادق علی صاحب
۹۴۸۲ خواجہ محمد شریف صاحب
۹۴۹۸ عمر علی خان صاحب
۹۵۰۰ چوہدری محمد حسین صاحب
۹۵۰۵ شیخ محمد حسین صاحب
۹۵۰۹ محمد رمضان صاحب
۹۵۲۵ کے ڈین صاحب
۹۵۹۳ مولوی محمد فضل صاحب
۹۶۰۱ شیخ اقبال الدین صاحب
۹۶۱۲ فیروز الدین صاحب
۱۰۴۹۷ میر عبدالسلام صاحب
۱۰۴۹۸ منظور احمد صاحب
۱۰۵۰۶ محمد رشید خان صاحب
۱۰۵۱۳ چوہدری محمد علی صاحب
۹۶۲۳ غلام محمد صاحب
۹۶۲۸ محمد ابراہیم صاحب
۹۶۷۳ مستری رحیم اللہ صاحب
۹۶۸۷ ایم۔ ایچ صاحب
۹۶۸۹ سکرٹری جماعت احمدیہ
۹۷۰۳ ڈاکٹر کے اے خان
۹۷۰۹ خان ظفر الحق خان صاحب
۹۷۲۴ لائبریرین علی گڑھ
۹۷۳۵ شیخ فضل حق صاحب
۹۷۴۰ غلام قادر خان صاحب
۹۷۴۵ محمد اسماعیل صاحب
۹۷۵۱ غلام علی صاحب
۹۷۹۲ شیخ اعجاز احمد صاحب
۹۸۰۰ سید افضل علی صاحب
۹۸۱۳ حاجی الیاس نور محمد صاحب
۹۸۸۱ صوفی علی محمد صاحب
۹۸۸۷ چوہدری فضل احمد صاحب
۹۸۹۲ محمد بخش صاحب
۹۹۰۰ قاضی عبدالحق صاحب
۹۹۰۲ شیخ قمر الدین صاحب
۹۹۲۵ قاضی عبدالرحمٰن صاحب
۹۹۴۰ بابو عبدالغفور صاحب
۹۹۷۰ محمد رمضان و عبداللہ
۹۹۷۸ حکیم عبدالصمد صاحب
۹۹۸۰ سید بشارت احمد صاحب
۹۹۸۳ میاں کرم رسول صاحب
۹۹۹۲ چوہدری عبدالجلیل خان صاحب
۱۰۰۰۱ سید سردار احمد صاحب
۱۰۰۰۵ چوہدری شیر محمد صاحب
۱۰۰۱۰ محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۰۱۳ ڈاکٹر علی گوہر صاحب
۱۰۱۱۷ مستری محمد یعقوب صاحب
۱۰۱۲۵ چوہدری عبداللہ خان صاحب
۱۰۱۳۲ ملک حسن خان صاحب
۱۰۱۳۵ قمر النساء بیگم صاحبہ
۱۰۱۳۷ اے ایف رحمٰن صاحب
۱۰۱۴۳ لال خان صاحب
۱۰۱۵۲ بابو محمد فضل کریم صاحب
۱۰۱۵۵ نصیر احمد صاحب
۱۰۱۶۲ عبدالکریم خان صاحب
۱۰۱۶۴ محمد ذکاء اللہ صاحب
۱۰۱۶۵ مولوی عبدالرحمٰن صاحب
۱۰۲۳۲ میاں امام الدین صاحب
۱۰۲۴۸ محمد صدیق صاحب
۱۰۲۴۵ حافظ نور الٰہی صاحب
۱۰۲۴۹ ایم یعقوب خان صاحب
۱۰۲۵۰ ایم محمد اسمٰعیل صاحب
۱۰۲۵۱ چوہدری رحمت علی صاحب
۱۰۲۵۳ چوہدری جان محمد صاحب
۱۰۲۵۵ واحد بخش صاحب
۱۰۲۵۶ محمد صادق صاحب
۱۰۲۵۸ ایم عطا محمد صاحب
۱۰۲۶۰ ڈاکٹر نذیر احمد خان صاحب
۱۰۲۶۲ دین محمد صاحب
۱۰۲۶۳ جناب باغ علی صاحب
۱۰۲۶۵ بابو سردار محمد صاحب
۱۰۲۶۴ ڈاکٹر قاضی لعل دین صاحب
۱۰۲۶۹ محمد یوسف محمد یامین
۱۰۲۷۰ چوہدری غلام رسول صاحب
۱۰۲۷۱ قلیچ خان صاحب
۱۰۲۷۳ ماسٹر محمد یوسف صاحب
۱۰۲۷۴ شیخ عظیم الدین صاحب
۱۰۲۷۵ میجر ملک محمد حسین خان صاحب
۱۰۲۷۸ چوہدری شاہ نواز صاحب
۱۰۲۸۲ کمال احمد صاحب
۱۰۲۸۴ چوہدری سلطان علی صاحب
۱۰۲۹۶ شیخ اللہ بخش صاحب
۱۰۲۹۹ محمد الدین صاحب
۱۰۳۰۳ چوہدری عصمت اللہ صاحب
۱۰۳۱۶ مستری محمد عالم صاحب
۱۰۳۲۲ نور محمد صاحب
۱۰۳۳۸ مولوی نعمت اللہ خان صاحب

مفید لٹریچر طلب فرمائیں

مولوی ابوالفضل محمود صاحب محلہ دارالرحمت۔ قادیان نے درثمین اردو کے نام سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لمبی نظم جس کا پہلا مصرعہ ہے۔ ؎

"اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار"

الگ چھپوائی ہے۔ جو صرف ایک پیسہ میں دیتے ہیں۔ اسی طرح کلمہ توحید کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی انہوں نے الگ چھپوائی ہے۔ جو ایک پیسہ میں چار دیتے ہیں۔ جو بہت سستے ہیں۔ احباب کو کثرت سے منگوا کر مفت تقسیم کرنے چاہئیں نمونہ کے لئے ۲ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔ جس میں ایک چھٹانک وزن کے دونوں ٹریکٹ بھجوائے جائیں گے۔ اور جو دوست اس قدر منگائیں۔ جو ریل میں بھیجے جائیں ان کو ریل کا کرایہ معاف ہوگا۔ یعنی ریل کا کرایہ اپنے پاس سے مولوی صاحب دیں گے۔ مندرجہ بالا پتہ سے یہ ٹریکٹ منگا لئے جائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ

کارخانہ امرت دھارا لاہور

ہم اپنے ناظرین کی توجہ شمالی ہندوستان کے سب سے بڑے دوائی خانہ یعنی "امرت دہارا فارمیسی" کے اعلان کی طرف دلانا چاہتے ہیں۔ جو کہ ۳۴ سال سے لاہور میں قائم ہے۔ حسب معمول اس سال بھی ماہ مارچ کے واسطے اس مشہور کارخانہ نے اپنی شہرہ آفاق دوائی۔ امرت دھارا اور اس کے مرکبات نیز دیگر کتب وادویات میں کافی رعایت کردی ہے دوسری جگہ۔ اشتہار سے مفصل معلوم ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ناظرین اس رعایت سے پورا فائدہ اٹھائیں گے

تبت یدا ابی لہب

بدزبان کے ہاتھ ٹوٹ گئے

مولانا ظفر علی خان کے بائیں ہاتھ میں ہنوز سخت تکلیف ہے۔ جمعہ کو ڈاکٹر داتا مل صاحب سے ایکس رے کے ذریعہ معائنہ کرایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ انگلی کی نہیں۔ بلکہ ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی تھی۔ اور وہ ابھی صرف ایک طرف سے جڑی ہے۔ بائیں طرف سے نہیں جڑی۔ مولانا کمزوری بہت محسوس کر رہے ہیں۔ اور صاحب فراش ہیں۔ آپ سردست لکھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ (زمیندار ۱۹ مارچ) مولانا کے بدن پر خسرہ نکل آیا ہے۔ آپکو آج صبح ۱۰۲۳ درجہ حرارت

- ۱۰۳۵۹ ماسٹر علی صاحب
- ۱۰۳۶۴ حکیم شیخ محمد صاحب
- ۱۰۳۶۶ محمد عارف صاحب
- ۱۰۴۰۷ مولوی عبدالباقی صاحب
- ۱۰۴۵۷ محمد سعید ارشد
- ۱۰۴۵۹ محمد بخش صاحب
- ۱۰۴۶۱ عبدالکریم صاحب
- ۱۰۴۶۲ محمد اسمٰعیل صاحب
- ۱۰۴۶۳ ایم محمد ایوب صاحب
- ۱۰۴۶۸ بیت الشام
- ۱۰۴۷۰ مسعودہ خاتون صاحبہ
- ۱۰۴۷۲ شیخ ظہور احمد صاحب
- ۱۰۴۷۳ عبدالرحیم صاحب
- ۱۰۴۷۸ ایچ ایم یاسین صاحب
- ۱۰۴۸۱ بشیر احمد صاحب
- ۱۰۴۸۲ سید احمد صاحب
- ۱۰۴۸۴ محمد مستقیم صاحب
- ۱۰۴۸۶ عبدالواحد صاحب
- ۱۰۴۸۹ راجہ خان بہادر صاحب
- ۱۰۴۹۰ محمد اسمٰعیل صاحب
- ۱۰۴۹۱ محمد نواز خان صاحب
- ۱۰۴۹۴ مولوی سلیم اللہ صاحب
- ۱۰۴۹۵ چوہدری حمید اللہ صاحب

- ۱۰۵۲۹ منشی نورالدین صاحب
- ۱۰۵۳۴ محمد حسین صاحب
- ۱۰۵۴۱ حکیم محمد جمیل صاحب
- ۱۰۵۴۴ محمد اشرف صاحب
- ۱۰۵۶۳ ایم اے ستار صاحب
- ۱۰۵۷۰ اللہ دتہ صاحب
- ۱۰۵۷۳ غلام احمد صاحب
- ۱۰۵۹۶ شیخ جلال الدین صاحب
- ۱۰۶۲۱ چوہدری فتح محمد صاحب
- ۱۰۶۲۴ چوہدری موسے خاں
- ۱۰۶۴۷ امام بخش صاحب
- ۱۰۶۵۶ سردار کوڑا
- ۱۰۶۵۷ سلطان محمد صاحب
- ۱۰۶۶۱ محمد رفیق صاحب
- ۱۰۶۶۶ محمد لطیف صاحب
- ۱۰۶۶۷ ملک عبدالعزیز صاحب
- ۱۰۶۷۱ حافظ محمد حسین صاحب
- ۱۰۶۷۸ سید عبدالغفور صاحب
- ۱۰۶۸۶ چوہدری کرامت اللہ صاحب
- ۱۰۶۹۰ ایم فتح الدین صاحب
- ۱۰۶۹۶ امام الدین صاحب
- ۱۰۷۰۲ چوہدری کرم الٰہی صاحب

- ۱۰۷۰۵ محمد ابراہیم صاحب
- ۱۰۷۰۹ شیخ رحمت اللہ صاحب
- ۱۰۷۱۰ ملک صلاح الدین صاحب
- ۱۰۷۱۴ خورشید بیگم صاحبہ
- ۱۰۷۱۷ حاجی اے کے احمدی
- ۱۰۷۲۰ قاضی محمود الحسن صاحب
- ۱۰۷۲۹ ملک عبدالرحیم صاحب
- ۱۰۷۳۷ محمد یوسف صاحب
- ۱۰۷۴۰ غلام محمد صاحب
- ۱۰۷۴۳ اشتاق احمد صاحب
- ۱۰۷۴۵ شیخ غلام محمد صاحب
- ۱۰۷۴۷ بابو عبدالحق صاحب
- ۱۰۷۶۳ سید حسن صاحب
- ۱۰۷۶۴ چوہدری علی محمد صاحب
- ۱۰۷۷۱ شیخ عبدالرحمٰن صاحب
- ۱۰۸۰۷ منشی دانشمند صاحب
- ۱۰۸۰۸ منشی عبدالحمید خان صاحب
- ۱۰۸۳۲ مستری غلام محمد صاحب
- ۱۰۸۵۴ قاضی محمد عطاء اللہ صاحب
- ۱۰۸۶۶ نور احمد صاحب
- ۱۰۹۰۵ سراج الدین صاحب
- ۱۰۹۰۸ خوشی محمد صاحب

سائیکلوں کی ضرورت

نظارت امور عامہ کو بعض فوری کاموں کے لئے چند عمدہ سائیکلوں کی جلد ضرورت ہے اگر کوئی دوست مستعمل سائیکل جو اچھی حالت میں ہوں۔ بھجوا سکتے ہوں تو جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر صاحب سے ایک وفد نے ملاقات کی۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ان امتیازات کو جو خارجی ادبی زبانوں اور ہندوستانی زبانوں میں قائم کئے گئے ہیں رفع کیا جائے۔

سنگاپور کے متعلق ۱۵ مارچ کی اطلاع ہے کہ وہاں ہوائی افسروں کی ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں روس و جاپان کی امکانی جنگ کے خدشات سے برطانوی رعایا کو محفوظ رکھنے کے لئے تدابیر پر بحث ہوئی۔

بنگال گورنمنٹ کے متعلق کلکتہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہ دہشت انگیزی کے اہم مراکز والے اضلاع میں فوجی افسروں کو اگزیکٹو ملازمتیں دے رہی ہیں۔

دہلی سے آمدہ ایک اطلاع کے مطابق لیبر پارٹی کے لیڈر مسٹر جارج لینسبری نے گاندھی جی کو انڈیا بل کے خلاف برطانوی پبلک میں پراپیگنڈا کرنے کے لئے انگلستان آنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

شاہ الیگزنڈر کے قتل کے بعد سازشیوں نے اپنی کوششیں جاری رکھتے ہوئے یوگوسلافیہ کے نئے بادشاہ کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اس سلسلہ میں بلغراد سے ۱۵ مارچ کی اطلاع کے مطابق ایک درجن سے زیادہ کمیونسٹ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

نیوفاؤنڈلینڈ کے متعلق اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ وہاں سردی اور قحط سالی نے تباہی کا عالم پیدا کر دیا ہے سینکڑوں بچے اور جانور سردی سے اکڑ کر ہلاک ہو گئے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔

کونسل آف سٹیٹ میں ۱۹ مارچ کو مسٹر حسن امام نے یہ عجیب ریزولیوشن پیش کیا کہ ہندوستان کی آبادی کو بڑھنے سے روکنے کے لئے عملی تدابیر اختیار کی جائیں ہوم سکرٹری نے کہا۔ کہ آج اقتصادی بدحالی کی وجہ سے آبادی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ جب ملک ترقی کرے گا۔ تو کارخانوں کے لئے مزدور بھی نہیں مل سکیں گے۔ ریزولیوشن نامنظور ہو گیا۔

ہرہٹلر نے برلن سے ۱۸ مارچ کی اطلاع کے مطابق نمائندہ پریس سے کہا۔ کہ جب دوسری طاقتیں جرمنی کو پابندیوں سے آزاد دیکھنا نہیں چاہتیں۔ تو ہم مجبور ہیں کہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہم جنگ کے نتائج سے بخوبی واقف ہیں۔ مگر جو مصیبت بھی آئے اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ یورپ کی بہت سی طاقتیں ہماری مخالف ہیں۔ مگر یہ مخالفت ہمارے رستہ میں روک نہیں بن سکتی۔ ہم جو فیصلہ کر چکے ہیں۔ اس پر سختی سے قائم رہیں گے۔

شنگھائی سے ۱۸ مارچ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت نے ایک آرڈی ننس کے ذریعہ عورتوں کو بال کٹوانے اور گھنگھر والے بنوانے کی ممانعت کر دی ہے۔ عورتوں نے اس کے خلاف سخت ایجی ٹیشن شروع کر دی ہے۔ اور فیصلہ کیا ہے کہ کسی سرکاری افسر یا سیاسی آدمی سے شادی نہ کریں گی۔

سکھ لیڈر سردار منگل سنگھ نے دہلی میں ۱۸ مارچ کو بیان کیا۔ کہ ماسٹر تارا سنگھ صاحب کی قیادت میں ایک وفد انگلستان بھیجا جا رہا ہے تا انڈیا بل میں سکھوں کے حقوق کی نگہداشت کر سکے۔ یہ وفد پنڈت مالویہ کے وفد کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے گا۔

ریاستوں اور فیڈریشن کے تعلقات اور ریاستوں کے حقوق کے متعلق جو قرطاس ابیض سر سیموئل ہور نے پارلیمنٹ میں پیش کیا تھا۔ وہ نئی دہلی سے ۱۸ مارچ کی اطلاع کے مطابق شائع ہو گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ کسی ریاست کے فیڈریشن میں شامل ہونے کے کیا شرائط ہیں۔ اور یہ کہ ریاستوں کے حقوق وفاقی نظام کے ماتحت کیا ہونگے۔

سر جوزف بھور کے متعلق نئی دہلی سے ۱۸ مارچ کی اطلاع کے مطابق سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ ملک معظم نے ان کی کونسل آف سٹیٹ کی میعاد رکنیت میں ۲۵ مئی تک اضافہ کی منظوری دی ہے۔

برلن سے ۱۷ مارچ کی اطلاع ہے کہ یکم اپریل سے جرمنی میں فوجی خدمت لازمی قرار دی جائے گی۔

بلگیریا کے متعلق ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں کمیونسٹوں نے اودھم مچا رکھا ہے۔ ملک بھر میں ان کی انجمنوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ وہ کسانوں اور مزدوروں کو نظام حکومت کے خلاف ہمیشہ بھڑکاتے رہتے ہیں۔

ریاستی وزراء کے متعلق بمبئی سے ۱۷ مارچ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ان کا ایک اور اجلاس ۲۳ تا ۲۵ مارچ نئی دہلی میں منعقد ہوگا۔ گذشتہ فروری میں ان کا جو اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس میں انڈیا بل کی چند دفعات پر غور نہیں کیا جا سکا تھا۔

الفضل کی ایجنسیاں

مفصلہ ذیل مقامات پر الفضل کی ایجنسیاں قائم ہیں

۱۔ امرت سر	۱۴۔ پشاور
۲۔ سیالکوٹ	۱۵۔ منٹگمری
۳۔ گجرات	۱۶۔ مغل پورہ
۴۔ راولپنڈی	۱۷۔ دہلی دروازہ (لاہور)
۵۔ فیروزپور	
۶۔ گوجرانوالہ	۱۸۔ بھاٹی دروازہ (لاہور)
۷۔ لاہور چھاؤنی	۱۹۔ شیخوپورہ
۸۔ لائل پور	۲۰۔ سرگودھا
۹۔ کوئٹہ	۲۱۔ جہلم
۱۰۔ لکھنؤ	۲۲۔ بنگلور
۱۱۔ بمبئی	۲۳۔ جموں
۱۲۔ کراچی	۲۴۔ پٹیالہ
۱۳۔ انارکلی	۲۵۔ کالاگوجراں (جہلم)

یہ بہت کم تعداد ہے۔ اس لئے وہ احباب جن کے شہروں اور قصبوں کا نام اس فہرست میں نہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے شہر یا قصبے میں ایجنسیاں قائم کریں۔ خصوصاً چھوٹے پرچے کی۔ اور ہوشیار و دیانتدار نوجوان مقرر کر کے مطلوبہ تعداد الفضل سے اطلاع دیں۔ لاہور میں الفضل کی بہت کم تعداد جا رہی ہے۔ وہاں کے دوست بالخصوص متوجہ ہوں۔ جو مستقل خریدار براہ راست ہیں ان کو بدستور قیمت ختم ہونے تک رہنے دیں۔ اکثر شہروں اور قصبوں میں دیگر اخبارات کے ایجنٹ ہیں ہمارے دوست ان سے ہی تصفیہ کر لیں اور اپنی ذمہ داری پر ان سے معاملہ طے کرا دیں۔ (مینجر)

الفضل کیلئے کانویسروں کی ضرورت

ایسے ہوشیار تجربہ کار کانویسروں کی ضرورت ہے جو الفضل روزانہ کے خریدار پیشگی قیمت دینے والے شہر بہ شہر قصبہ بہ قصبہ دہ بہ دہ پھر کر مہیا کریں۔ اس بارے میں خط و کتابت کر کے کمیشن و دیگر شرائط کا فیصلہ کر لیں۔ تلاش معاش میں حیران نوجوانوں کے لئے بہترین موقعہ ہے۔ ہم خرما ہم ثواب

مینجر الفضل۔ قادیان

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی